ایک زمینی نشانی

قرآن کا ایک تحیّر خیز معجزہ

اور

عُریاں تہذیب کے متوالوں کیلئے ایک سبق

یوں تو قرآنِ مجید کے معانی و مطالب کسی بھی دور میں مہمل و بے معنی نہیں ہوتے، مگر بعض آیات کا جب اصل مفہوم واضح ہوتا ہے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے، اس کی ایک واضح مثال "زوج کریم" ہے جسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔ یہ قرآن حکیم کا اتنا انوکھا روپ اور اسکی نیرنگیٔ کلام کا ایسا تحیر خیز معجزہ ہے جسکی مثال پیش کرنے سے پورا انسانی لٹریچر عاجز و بے بس ہے — ارشادِ ربانی ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ
اَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۔ وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ
(شعراء ۱–۹)

کیا انہوں نے روئے زمین کا مشاہدہ نہیں کیا کہ ہم نے
اس میں ہر قسم کے کتنے ہی شریف و معزز نر و مادہ (نباتات)
اگادئے ہیں۔؟ یقیناً (نباتات کے اس قانونِ زوجیت)
میں ایک بہت بڑی نشانی موجود ہے۔ مگر ان میں سے اکثر
لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور بلاشبہ تمہارا ہی رب غالب
اور رحمدل ہے (جو ان منکرین سے تو سمجھ لے گا اور مومنین
کے ساتھ رحمدلی کا برتاؤ کرے گا)

ان آیات کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی حقانیت واضح کرنے اور منکرین پر حجت پوری کرنے کے لئے قطعی و فیصلہ کن آفاقی و نفسی دلائل فراہم کرے گا، جن کے انکار کے بعد "سنتِ الٰہی" کے مطابق ان منکرین و معاندین کو سزا دی جائے گی۔

دلائل آفاق کی ایک مثال | پھر سورۂ شعراء کی ان ہی آیات میں معجزہ اور دلائل آفاق کی

حقیقت پر بھی کچھ روشنی ڈالی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ بجائے آسمان سے کوئی فوق العادت معجزہ اتار دینے کے ہم نے زمین ہی میں ہر قسم کی عبرت و بصیرت کا سامان پیدا کر دیا ہے جو در حقیقت معجزہ کے قائم مقام ہے۔ یعنی ہر ایک پیڑ پودا اپنی جگہ پر ایک حیرت انگیز تخلیقی معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے، جو ہے تو نظام فطرت یا سلسلۂ اسباب و علل ہی کے روپ میں، مگر اپنے بے مثال نظم و ضبط کے باعث ایک خارق عادت چیز سے کسی بھی طرح کم نہیں۔

اسلام کے آغاز کے ساتھ ہی چونکہ ظلمت و تاریکی کا زمانہ لد گیا اور علم و تحقیق کی صبح نمودار ہونے لگی اس لئے اب بجائے فوق العادت معجزات کے آفاقی و انفسی دلائل کو جگہ دی گئی۔ جو خلاقِ عالم کی مزاج شناسی کی بھی ایک بیّن دلیل ہے۔ یعنی زمانے کی نبض اور رفتار کو دیکھتے ہوئے چند نئے قسم کے تیر بہدف نسخے تجویز کئے گئے جو آج کی بیمار اور جاں بلب انسانیت کے لئے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آیات زیر بحث میں بجائے ایک "آسمانی نشان" کے ایک زمینی نشان کو اہمیت دی گئی۔ جیسا کہ فرمایا: "اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً" یہ نباتات کا تذکرہ ہے۔ اور اسی تذکرہ میں نباتات کی سیرتوں کے ایک عجیب و غریب پہلو کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جس میں نوعِ انسانی اور خصوصیت کے ساتھ موجودہ عریاں تہذیب کے متوالوں کے لئے ایک آفاقی سبق موجود ہے۔

یوں تو نباتات کی زندگی کے سارے ہی مظاہر معجزانہ حیثیت رکھتے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ نظام ازدواج ـــــ جس کو علم نباتات کی اصطلاح میں عمل زیرگی (POLLINATION) کہا جاتا ہے ـــــ میں اتنے شریفانہ کریمانہ اور منظم قوانین کی پابندی ہو رہی ہے کہ ایک خدا کا وجود تسلیم کئے بغیر ان منظم و منضبط قوانین کی کوئی صحیح توجیہہ و تعلیل ممکن ہی نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ نباتات میں بھی حیوانات ہی کی طرح نر و مادہ پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی بارآوری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ شہد کی مکھیوں، حشرات، پرندوں اور ہوا وغیرہ کے ذریعہ نر پھول کا زیرہ (FOLLE GRAINS) مادہ پھول تک پہنچ جاتا ہے، مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک نوع کا زیرہ دوسری نوع کا پھول قبول کر لیتا ہو۔ بلکہ ہر نوع صرف اپنی ہی نوع کا زیرہ لیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب کارخانۂ حیات کے مظاہر خود بخود رواں دواں ہیں تو آخر ایک نوع کا دوسری نوع سے زیرہ لے لینے میں کون سی چیز مانع ہے۔؟ اب وہ کون ہستی ہے

جو ان نباتات کی سیرتوں کی نگرانی کر رہی ہے۔؟ آخر ان پیڑ پودوں میں حرامی نسل کیوں نہیں ظاہر ہو جاتی۔؟ انار کے درخت میں سنگترہ کیوں نہیں لگ جاتا۔؟ یا گلاب کے پودے میں روئی کیوں نہیں نمودار ہو جاتی۔ وقس علی ذالک۔

نقاشِ فطرت نے نباتات کو "زوج کریم" کے معزز خطاب سے نواز کر ان کے سروں پر کریمیت کا تاج رکھ دیا ہے۔ یہ نباتات کی سیرتوں میں نظم وضبط اور ڈسپلن یا اطاعت الٰہی کا اتنا زبردست ترین مظاہرہ ہے کہ خلاقِ فطرت کی حکیمانہ تخلیق کی بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے۔ اور "کل لہ کانتون" کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو میری کتاب "نباتات سے انسانیت تک"

"زوجِ کریم" کا یہ حیرت ناک اور عبرت انگیز مظاہرہ علم نباتات (BOTANY) کی ترقی کے باعث روشنی میں آسکا ہے۔ مگر آج کی سائنس نباتات کی سیرتوں کے اس پہلو سے بالکل آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ اب یہ قرآنِ عظیم کا کمال ہے کہ جدید سائنس اپنے ہی علم وفن کے جس پہلو سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے قرآنِ عظیم ہاتھ پکڑ کر اس کو اس عبرتناک پہلو کی طرف متوجہ کر کے مادیت (MATTERIALISM) کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہا ہے۔ کیا یہ قرآنِ عظیم کی بے مثال استادی اور اسکی معجزانہ رہنمائی نہیں ہے۔؟ زوج کریم کا یہ مظاہرہ دراصل موجودہ ننگی انسانیت کے گال پر ایک تھپڑ کی حیثیت رکھتا ہے، اور ان دو الفاظ میں اسباق وبصائر کا ایک پورا باب سمو دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب مذکور۔

واضح رہے کہ زوجِ کریم ذو معنی الفاظ ہیں اور یہ قرآن میں بطور تو ریہ مذکور ہوئے ہیں۔ یعنی "من کل زوج کریم" کا مطلب اب تک "ہر قسم کی عمدہ چیزیں" یا "ہر قسم کے اچھے اچھے نباتات" لیا جاتا رہا۔ مگر علم نباتات (BOTANY) کی ترقی کی بدولت اس کا اصل مفہوم اب واضح ہو سکا ہے۔ یعنی "ہر قسم کے نر و مادہ"۔ یہ زوج کریم کا حقیقی مفہوم ہے۔ اور پہلا مفہوم مجازی یا ثانوی ظاہر ہے کہ مجازی یا ثانوی مفہوم صرف اسی وقت لیا جا سکتا ہے، جبکہ حقیقی مفہوم بن نہ سکے اور نباتات کی سیرتوں سے ناواقفیت کے باعث کوئی مفسر ومترجم یہ حقیقی مفہوم کیسے لے سکتا تھا۔؟

اس لئے فرمایا: اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً۔ جیسا کہ ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہے:

وَمِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ۔ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ۔	اور ہم نے ہر چیز میں ایک جوڑا بنا دیا ہے تاکہ تم چونک سکو۔ پس دوڑو اللہ کی طرف، میں تو تمہارے لئے خدا کی طرف سے کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں۔

باقی ص ۳۹ پر